مولانا فضل الرحمن شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ آزادول جنوبی افریقہ

خلیفہ حضرت شاہ مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ کی مفید و اہم تصانیف

١. ہدیۃ الدراری لطالبی صحیح الامام البخاری (مقدمہ صحیح البخاری)
٢. تاریخ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل
٣. قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان میں اذکار کا ثبوت
٤. امامت کے متعلق اہم اور ضروری ہدایات
٥. تنویر الحاوی فی تذکرۃ الامام الطحاوی
٦. مقدمہ علم تفسیر و مختصر حالات امام بیضاوی رحمۃ اللہ
٧. مقدمہ علم حدیث
٨. شب برات کی حقیقت
٩. عمامہ ٹوپی کرتا کی تحقیق
١٠. صحیح و مناسب تر مسافت قصر
١١. عیدین کی نماز شہر سے باہر میدان میں پڑھنا سنت ہے
١٢. سوانح امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ
١٣. عاشورہ (دسویں محرم)
١٤. دیگر کتب مثلاً حجۃ الوداع، داڑھی، اور بال کے مسائل
١٥. ہدیۃ الاحوذی مقدمہ جامع الترمذی

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ

خلفاء راشدین کے زمانہ نیز خیر القرون
میں بیس رکعات تراویح پر تعامل تھا

اعلاء السنۃ

تراویح کی بیس ۲۰ رکعات ہی افضل ہیں (ابن تیمیہ)

۸ رکعات کا تعامل ثابت نہیں

اور

ایک سوال؟

مکتبہ احیاء سنت مئوناتھ بھنجن یوپی

محمود

"علماء احناف کی کتابوں سے آٹھ رکعات تراویح کا ثبوت"

تلبیسِ مذکور کی

نقاب کشائی

فریب دینے کیلئے انعام کا اعلان بھی کیا گیا تھا
مختصر تبصرہ پیشِ خدمت ہے تاکہ جعلسازی کھل جائے

"اس فرقہ شاذہ کا بانی اپنے آپ کو محمّدی کہتا تھا پھر پنجاب والوں نے انگریزوں سے مانگے ہوئے لقب (اہلحدیث) کو فروغ دیا، پھر سلفی وغیرہ کہلائے۔ اس فرقہ کا کوئی مستقل نام نہیں، صرف غیر مقلدی کہے جائینگے"

کتبہ محمود بلیاوی

مرتب ——— قاری حفیظ الرحمٰن الاعظمی
طبع اوّل ——— ایک ہزار ۱۰۰۰
کتابت ——— محمود عالم بلیاوی
طباعت ——— مرکز کتابت و طباعت حسینیہ جونپور
ماہ و سنہ ——— مئی ۲۰۰۰ء
قیمت

ناشر
مکتبۂ احیاءِ سنّت
مئوناتھ بھنجن، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلبیسِ مذکور کی

نقاب کشائی

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ○

(۱) (۲) دونوں میں حضرت جابرؓ کی روایت کا ذکر ہے ، حضور ﷺ نے جن تین راتوں میں تراویح پڑھی ہے ان راتوں کا ذکر کرنے والے صحابہؓ میں سے کسی صحابی نے رکعات کی تعداد کا ذکر نہیں کیا ہے ، صرف ایک راوی ہے جو حضرت جابرؓ کے واسطہ سے رکعات کی تعداد نقل کرتا ہے ، وہ راوی عیسیٰ ابن جاریہ ہے ، اس کے بارے میں میزان الاعتدال تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ امام فن جرح وتعدیل یحیٰ ابن معین نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہے ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس کے پاس متعدد منکر روایتیں ہیں ۔ امام نسائی امام داوٗد نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے ۔ امام نسائی نے اس کو متروک بھی کہا ہے ۔ اور ساجی وعقیل نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے ۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں یعنی شاذ ومنکر ہیں ـــــ علامہ عینی کا منشاء صرف یہی ہے کہ ان راتوں کے بابت خاص طور پہ رکعات کا ذکر تو روایات میں نہیں ہے ۔ ہاں ایک روایت میں مطلقاً رمضان

کی نسبت یہ (آٹھ کا ذکر) آیا ہے (جس کا حال اُوپر مذکور ہوا کہ وہ معتبر نہیں ہے) لہٰذا یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی)

(۳) تین میں مؤطا کی ایک روایت ذکر کی گئی اور پھر یہ ذکر کیا گیا ہے ، امام محمدؒ نے فرمایا کہ (ان سب حدیثوں پر ہمارا عمل ہے) یہ جملہ بتاتا ہے کہ متعدد روایتیں ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا گیا ہے ۔ تو عرض ہے کہ صرف ایک روایت کیوں ذکر کی گئی ؟ بہرحال امام محمدؒ کا مطلب یہ ہے کہ اس روایت میں رمضان وغیر رمضان والی نماز کا ذکر ہے وہ تو تہجد ہے (تراویح نہیں) اور ہم نے تہجد کے بابت اس روایت کو اختیار کیا ہے (لہٰذا یہ دلیل بھی غلط ہے)

(۴) نمبر ۴ و ۱۴ ، دونوں میں ایک بات ہے کہ قیام رمضان میں گیارہ رکعتیں مسنون ہیں یعنی آپ کے فعل (اسوۂ حسنہ) سے ثابت ہیں ۔ تو عرض ہے کہ کسی صحابی سے (سوائے حدیث جابرؓ کے جس کا حال معلوم ہو چکا ہے) حضور ﷺ کی تراویح کی تعداد رکعات مذکور ہی نہیں ہے ۔

پھر دوسری بات نمبر ۴ میں یہ بھی لکھی گئی ہے کہ سنت وہی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو ۔ الحاصل آپ ہی کے بیان کے بموجب قیام رمضان سے لازمی طور پر وہی نماز مراد لی جاسکتی ہے جس کی رکعات مذکور ہوں اور وہ ہمیشہ پڑھی گئی ہو تو وہ نماز تہجد ہے ۔ (تراویح نہیں) اور نمبر ۱۵ میں لکھدیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہی عمل ہوتا رہا ، یعنی آٹھ رکعات تراویح ہوتی رہی ، ثبوت دیجئے کہ کون پڑھتا رہا اور کہاں چونکہ اسکا تعلق تراویح کے ساتھ بالکل نہیں ہے اس لئے اس کو دلیل بنانا غلط ہے ۔

(۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) ان نمبرات میں علماء احناف کی عبارتیں ذکر کی گئی ہیں اگر (بالفرض تھوڑی دیر کے لئے) مان بھی لیا جائے کہ علماء احناف کا مقصد وہی ہے جو

آپ نے بتایا ہے تو بالکل واضح بات ہے کہ جو شخص آٹھ ہی کو سنت تابتہ مان لے گا وہ اسی کو معمول بنا ئیگا ۔ لہٰذا آپ ہی بتائیے کہ ان بزرگان دین نے آٹھ رکعت پر کب عمل کیا ؟ اور اگر آٹھ کو معمول بہ نہیں بنایا تو کیوں ؟ اور اگر یہ بزرگانِ دین بیس ہی پر عمل کرتے کراتے رہے ہوں تو پھر حاصل یہ ہوگا کہ ان بزرگانِ دین کی عبارات کا جو مطلب آپ نے سمجھا ہے وہ صحیح نہیں ہے ۔ اچھا ذرا غور فرمائیے کہ جن بزرگوں کا نام آپ نے لکھا ہے ان میں مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی بھی ہیں ۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مولانا نے تحفۃ الاخیار میں پوری تفصیل سے بیس رکعات کو ثابت کیا ہے ۔ اگر معلوم نہیں تھا تو بغیر تحقیق کیوں لکھ دیا گیا ؟ اور اگر معلوم تھا تو فریب دینے کی کوشش کیوں کی گئی ؟ یہی حال سبھی بزرگان دین علماء احناف کا ہے ۔ پس اس میں تو سراسر مغالطہ اور فریب ہے ۔

(٢) امام محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ابی بن کعبؓ الخ اول :۔ حضرت جابرؓ کی اس روایت کا راوی بھی وہی عیسیٰ بن جاریہ ہے جن کا حال اوپر معلوم ہو چکا ہے (یعنی منکر الحدیث ، متروک ، ضعیف ، شاذ و منکر وغیرہ) اس لئے یہ روایت بھی قابل احتجاج و استدلال نہیں ہے ۔

دوم :۔ حضرت ابی کے اس واقعہ کو تراویح سے متعلق قرار دینا بالکل بے دلیل ہے ۔ روایت کے کسی لفظ سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ تراویح کا واقعہ ہے بلکہ اس کا گھر کے اندر کا واقعہ ہونا اس بات کا قوی قرینہ ہے کہ وہ تہجد کا واقعہ ہے ۔ لہٰذا اس سے بھی استدلال غلط ہے ۔

(١١) آپ کے زمانہ مبارک میں آپکے حکم کے بموجب حضرت عائشہؓ کی حدیث پر عمل رہا بخاری شریف میں موجود ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان و غیر رمضان میں گیارہ سے زیادہ نہیں پڑھیں ـــــ اور حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے حال سے خوب واقف تھیں ـــــ

آپ غور فرمائیں کہ اس روایت میں اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان میں بھی ہوتی ہو اور رمضان کے علاوہ دوسرے مہینہ میں بھی ـــــ تو کیا وہ تراویح ہے ؟ اور اس نماز سے حضرت عائشہؓ خوب واقف تھیں ، یعنی وہ گھر کے اندر آپ پڑھتے تھے ، تو کیا وہ تراویح ہے ؟ تراویح آپ نے مسجد میں پڑھی جس کو مرد لوگ اچھی طرح جانتے تھے ۔ آپ کے زمانہ مبارک میں آپ کے حکم کے بموجب ـــــ ثبوت دیجئے کہ آپؐ کے زمانہ میں کس جگہ گیارہ (آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) پر عمل ہوتا رہا ؟ اور آپ کا کیا حکم ہے ؟ دونوں باتوں کا ثبوت دیجئے ؟ حدیث کے الفاظ سے تہجد کا ثبوت ہوتا ہے ، تراویح کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا یہ دلیل بھی غلط ہے ۔

(١٢) میں ہے کہ سائب ابن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت مع وتر پڑھائیں ۔ اس کے باب میں مختصراً عرض ہے کہ سائب بن یزید کے ایک شاگرد محمد بن یوسف سے پانچ آدمی پانچ طرح بیان کرتے ہیں ، ایک اکیس ٢١ رکعت دوسرے تیرہ رکعت اور ان کے علاوہ تین آدمی گیارہ رکعت بیان کرتے ہیں ، ان تین کے بیان میں حضرت عمرؓ کے حکم کے حکم دینے نہ دینے میں اختلاف ہے ، بعض حکم دینے کا ذکر کرتے اور بعض حکم کا ذکر نہیں کرتے ـــــ لہٰذا صرف گیارہ کی روایت حضرت سائب بن یزید کی طرف منسوب کرنا کیوں کر صحیح ہے ؟ جب کہ حضرت سائب بن یزید کے دوسرے شاگرد یزید بن خصیفہ جنکی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے ، یعنی یزید کے کل شاگرد بلا اختلاف سائب بن یزید کا بیان نقل کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے ۔ الحاصل محمد بن یوسف کی روایت میں اضطراب ہے اور یزید بن خصیفہ کی روایت متفق علیہ ہے تو آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ سائب بن یزید کے بیان سے بیس کا ثبوت ہوتا ہے یا آٹھ کا ؟ لہٰذا یہ روایت (آٹھ کی) قابل استدلال نہیں ہے ۔

(۱۸) امام مالکؒ نے فرمایا کہ عمر فاروقؓ نے لوگوں کو جتنی رکعت تراویح پر جمع کیا تھا وہی گیارہ رکعت مجھے پیاری ہیں الخ .... اس کا مطلب یہ بتایا جاتا ہے امام مالکؒ نے صرف اپنے لئے پسند کیا تھا، لوگوں کو اس کا فتویٰ نہیں دیتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق بیس۲۰ کو پسند کرتے تھے۔ (بدایۃ المجتھد صفحہ ۱۹۲) امام مالکؒ نے اپنے شاگرد ابن القاسم کو یہ بتایا کہ وہ چھتیس۳۶ کو پسند کرتے ہیں۔ اور ابن ایمن کو بتایا کہ میں اڑتیس۳۸ کو پسند کرتا ہوں اور ابن القاسم سے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وتر سمیت انتالیس۳۹ رکعت سے کم کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ (قیام اللیل صفحہ ۹۲) چنانچہ پوری دنیا میں مالکی چھتیس۳۶ رکعت پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ان کے متبعین کی کتابوں میں گیارہ والا قول نہیں ملتا۔ پس اگر انہوں نے گیارہ کو پسند کرکے لوگوں کو بھی فتویٰ دیا تھا تو ان کے مذہب کی کتابوں سے وہ فتویٰ غائب کیوں ہوگیا؟

(۱۹) (۲۰) (۲۱) میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا ضعف ظاہر کرکے حدیث عائشہؓ کے مخالف بتا کر اس روایت کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ اگر حضرت ابن عباسؓ کی روایت (بابت تراویح) حدیث عائشہؓ کے مخالف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث عائشہؓ تراویح سے متعلق ہے ..... تو گزارش ہے کہ پہلے ثابت کیجئے کہ حضورؐ نے تراویح گھر کے اندر بھی پڑھی ہے اور سو کر اٹھنے کے بعد اخیر رات میں بھی تراویح پڑھی جاتی ہے ..... ورنہ پھر صفائی سے اقرار کیجئے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے تہجد کی آٹھ اور وتر کی تین رکعتیں ثابت ہیں۔ (جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے حدیث عائشہؓ کو تہجد کے متعلق مانا ہے) اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے تراویح کی بیس رکعتیں ثابت ہوتی ہیں (اگرچہ روایت میں کچھ ضعف ہے) اور اگر حضرت ابن عباسؓ کی روایت کو مخالف ہی کہنا ہو تو ابن عباسؓ کی روایت کو بھی تہجد ہی سے متعلق ماننا ہوگا، اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ پس اس سے آٹھ کے ثبوت اور بیس۲۰

کے رد کے لئے استدلال نہیں کیا سکتا۔

(۲۲) حضرت عمرؓ کے بارے میں ایک روایت ملتی ہے (بیس رکعت تراویح کی) اور جو لوگ تھے ان کی روایات بالاتفاق گیارہ رکعت کی ہیں۔

ناظرین کرام: سخت حیرت بلکہ افسوس بھی ہوتا ہے کہ اپنے مطلب برآری کے لئے اتنا بڑا جھوٹ محض فریب دینے کے لئے کیوں کر روا رکھا جاتا ہے۔ کیا عند اللہ جواب دہی کا کچھ بھی احساس نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جب حضرت عمرؓ نے باقاعدہ تراویح کی جماعت قائم کیا تو تمام صحابہؓ بالاتفاق تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے۔ دیکھئے الانتقاد۔ کسی نے حضرت عمرؓ سے اختلاف نہیں کیا، حالانکہ وہ صحابہؓ بھی موجود تھے جن سے آٹھ رکعت تراویح کی روایت منقول بتائی جاتی ہے۔ اس وقت سے کسی نے آٹھ رکعت کا کوئی ذکر لگ بھگ بارہ۱۲ سو سال تک نہیں سنا، اور اب بعض لوگ یہاں تک کہنے پر آگئے ہیں کہ اس زمانہ میں آٹھ ہی رکعت پڑھی جاتی تھی۔

ناظرین! غور فرمائیں چند روایتیں مختصراً پیش کی جاتی ہیں۔ امام بیہقی سنن کبریٰ صفحہ ۴۹۶ جلد ۲ میں سائب بن یزید کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں بیس۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ (گیارہ۱۱ نہیں) (سائب بن یزید عام لوگوں کا بیس۲۰ رکعت پڑھنا بیان کرتے ہیں، حضرت عثمانؓ کے زمانہ کے بابت روایت کرتے ہیں کہ شتیر بن شکل جو حضرت علیؓ کے اصحاب میں تھے۔ رمضان میں امامت کرتے تھے اور بیس۲۰ رکعتیں پڑھاتے تھے۔ اس کے بعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔ نافع حضرت ابن عمرؓ کے مولیٰ اور حضرت عائشہؓ، اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو رافعؓ کے شاگرد تھے، ان کا بیان

ہے کہ میں نے لوگوں کو چھتیس ۳۶ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے ہوئے دیکھا اور پایا۔ (تحفۃ الاحوذی) صفحہ ۷۳/۲۲)

اس کے بعد بھی وہاں یہی معمول تھا۔ چنانچہ امام ترمذیؒ نے اکتالیس ۴۱ کا ذکر کر کے فرمایا ہے، کہ اہل مدینہ کا اسی پر عمل ہے۔ مکہ معظمہ میں حضرت عطا بن ابی رباح کے زمانے تک بیس ۲۰ پر عمل تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) اور نافع بن عمر کا بیان ہے کہ ابن ابی ملیکہ ہم کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ اور امام شافعیؒ کے بیان کے بموجب بھی مکہ میں بیس ۲۰ پر عمل تھا۔ (تمام شافعی بیس ۲۰ ہی رکعت پڑھتے ہیں) اب رہا عراق کوفہ، بصرہ وغیرہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ وہاں حضرت علیؓ کے حکم سے بیس ۲۰ پر عمل تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی بیس ۲۰ پڑھتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی صفحہ ۷۵-۷۶/۲۲)

کوفہ میں اسود بن یزید چالیس ۴۰ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (تحفہ صفحہ ۷۳/۲۲) یہ واضح رہے کہ اسودؒ، حضرت عمرؓ، حضرت معاذؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت بلالؓ اور دوسرے کبار صحابہؓ کے صحبت یافتہ تھے، اور سوید بن غفار حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ کے صحبت یافتہ تھے، وہ بھی بیس ۲۰ رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ (بیہقی صفحہ ۴۹۶/۲) اور حارث اعور جو اصحاب حضرت علیؓ میں تھے، بیس ۲۰ رکعتیں پڑھایا کرتے تھے (مصنف) نیز علی بن ربیعہ جو حضرت علیؓ اور سلمان فارسیؓ کے شاگرد تھے وہ بھی بیس ۲۰ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھایا کرتے تھے۔ (مصنف) یہ فہرست بہت طویل ہے۔ دیکھو رکعات تراویح ذیل صفحہ ۳۱ تا ۳۵ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، سعید بن الحسن و عمران عبیدی بصرہ کی جامع مسجد میں بیس ۲۰ رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ بغداد میں امام احمدؒ بیس ۲۰ رکعتوں کے قائل تھے۔ اسی طرح داؤد ظاہری بیس ۲۰ کے قائل تھے۔ ائمہ خراسان میں عبداللہ بن المبارک بیس ۲۰ کے قائل تھے۔ اور اسحٰق بن راہویہ چالیس ۴۰ رکعت کے قائل تھے۔

یہ تھے عہد فاروقی سے لے کر تیسری صدی کے تقریباً اوسط تک کے علماء اور ائمہ کے مذاہب رکعات تراویح کے باب میں اور یہ تھا اس عہد کے مسلمانوں کا معمول، مکہ، مدینہ کوفہ، بصرہ، بغداد اور بلاد خراسان میں ــــ ایک بار آپ اس کو پھر پڑھ جائیے اور دیکھئے کہ کوئی بھی آٹھ رکعت پر اکتفا کرنے کا قائل تھا؟ اور کہیں بھی اس پر عمل تھا؟

عہد فاروقی سے لے کر بارہ سو سال تک امت کے علماء، فقہاء اور عامۃ المسلمین کے ایسے وسیع پیمانہ پر عمل درآمد کو غیر مقلدین کوئی اہمیت نہ دیں تو ان کی ناواقفیت ہے، ورنہ وہ کسی کھری اور بالکل صحیح السند روایت سے کہیں بڑھ کر مستحکم اور قابل وثوق دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک جن کی امامت و علمی جلالت مسلّم اور متفق علیہ ہے فرماتے ہیں اجماع الناس علی شیٔ اوثق فی نفسی عن سفیان عن منصور عن ابراھیم عن علقمہ عن ابن مسعود (کفایہ للخطیب صفحہ ۴۳۴) ترجمہ :۔ یعنی ایک طرف کسی بات پر لوگوں کا اتفاق ہو اور دوسری طرف کوئی روایت جو بسلسلہ سفیان از منصور از ابراہیم از علقمہ از ابن مسعود ہو ــــ تو باوجودیکہ یہ سلسلہ دنیا کی صحیح سندوں میں شمار ہوتا ہے، پھر بھی میرے نزدیک اس سے زیادہ قابل اعتماد لوگوں کا اتفاق ہے۔

ناظرین کرام ! غور فرماویں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اتنی طویل مدت تک پوری امت ترک سنت پر متفق رہے؟ اگر یہ لوگ آٹھ ہی کو سنت جانتے تو بیس ۲۰ اور بیس سے زائد کو اختیار کر کے سنت کو پس پشت ڈالنے پر ہرگز متفق نہیں ہو سکتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "لا تجتمع امتی علی ضلالۃ"

پس حضرات غیر مقلدین یا تو یہ کہیں کہ کسی سنت ثابتہ کا اجتماعی ترک ضلالۃ نہیں ہے یا یہ کہ تیرہویں صدی تک کوئی اہل حدیث (عامل بہ حدیث) نہیں ہے۔

حضراتِ غیر مقلدین بغور پڑھیں

① شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (جن کو آپ لوگ تقریباً اپنا امام تسلیم کرتے ہیں) نے فرمایا ہے کہ قیام رمضان میں حضورؐ نے کسی عدد خاص میں تحدید نہیں فرمائی بلکہ رمضان وغیر رمضان میں تیرہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (گیارہ کا کوئی ذکر نہیں) اور رکعات کو بہت دراز کرتے تھے (یعنی دو رکعتیں ہلکی اور چار ایک سلام سے بہت طویل پھر چار ایک سلام سے بہت طویل اور پھر وتر تین رکعت ایک سلام سے (فی روایۃ عن عائشہ) پھر جب حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کو حضرت ابی بن کعبؓ پر جمع کیا تو وہ ان کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر سلف کا ایک گروہ چالیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتا تھا، اور دوسرے لوگ چھتیس ۳۶ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے اور سب اچھا اور خوشگوار ہے، پس اگر طویل قیام (مذکور فی الحدیث) کی برداشت نہ رکھتے ہوں تو بیس رکعات کے ساتھ قیام۔ یہی افضل ہے کہ عدد اوسط ہے اور مقتدیوں پر آسان ہے (ملخصًا) اور یہی اکثر مسلمانوں کا عمل ہے۔ (الانتقاد) ② جب آپ کی جماعت کا خود ساختہ نام اہلحدیث تھا اس زمانے کے سربراہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی کتاب تقلید شخصی میں یہ فیصلہ لکھ دیا ہے کہ عوام (جنہیں درجۂ اجتہاد حاصل نہیں) کے لئے تقلید واجب ہے۔

③ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے (جن کو ابنا راہل حدیث میں شمار کیا گیا) فرمایا ہے کہ ترک تقلید میں مفاسد کثیرہ ہیں، یعنی بڑے فتنے اور فسادات ہیں کاش آپ حضرات صرف انھیں دو باتوں پر دھیان دیتے تو ① ترک تقلید (ترک واجب) کے گنہگار نہ ہوتے ② اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تحقیق کے بموجب بیس ہی رکعت تراویح کا معمول بناتے۔ اور پھر علماء احناف کی عبارتوں میں لفظی و معنوی خیانتیں کر کے گنہگار نہ ہوتے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَار۔

نوٹ :۔ اشتہار پر انعام لکھ کر اپنی ٹولی کو خوش کرنے اور ناواقف حنفیوں میں کسی مرہونِ منت کو مرعوب کر کے گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے، نیز یہ فریب دینا بھی مقصود ہے کہ یہ دلائل ایسے قوی ہیں کہ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اسی زعم کو خاک میں ملانے کے لئے تھوڑی سی بات جوابًا لکھ دی گئی ہے۔ باقی تفصیل کے لئے حضرت العلامہ مولانا حبیب الرحمن صاحب الاعظمی شیخ الحدیث کی تصنیف و تالیف (رکعات تراویح مذیل بردِّ انوار مصابیح) کا مطالعہ کیجئے، کسی بھی طالب حق کے لئے یہ کتاب روشنی کا مینار ہے۔

ہندوستان کے تمام غیر مقلدین سے سوال : آپ لوگوں کے معمول (نو رکعات تراویح مع وتر پانچ سلام سے) کا کیا ثبوت ہے؟ حضورؐ کا فرمان یا عمل "جس میں صراحت ہو کہ ہر دو رکعت پر سلام اور وتر ایک ہی رکعت ہے" پیش کیجئے ورنہ پھر یہ اعلان کرنا ہوگا کہ (نو رکعت تراویح مع وتر پانچ سلام سے) بدعت ہے۔

ضمیمہ
فرقۂ ضالّہ

اسباب ضلالت : حدیث: "اتبعوا السواد الاعظم" سواد اعظم کی اتباع کرو، حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ عقد الجید ص ۳۸ میں فرماتے ہیں ..... ولمّا اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان اتباعها اتباعاً للسواد الاعظم والخروج عنها خروجاً عن السواد الاعظم جب چار مذاہب کے سوا بقیہ مذاہب مٹ گئے تو ان کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے، اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہے، اور ملّا جیون صاحب تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں کہ "الانصاف ان انحصار المذاهب في الاربع فضل الٰهي وقبولية من عند الله لا مجال فيه للتوجيهات والادلة" اور انصاف یہ ہے کہ مذاہب کا چار میں منحصر ہو جانا محض فضل خداوندی اور منجانب اللہ قبولیت ہے۔ اس میں دلائل و توجیہات کا موقع نہیں، مشہور غیر مقلد عالم مولٰنا محمد حسین بٹالوی (پنجابی) مرحوم خود رائی اور ترک تقلید کا ماتم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔

(اشاعت السنة ص ج۱)

نواب صدّیق حسن خان اپنی کتاب "حطّہ فی ذکر الصحاح الستہ" میں مولانا ابوالخیر صاحب کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں (یہ تو مولانا ابوالخیر اپنے زمانہ کے متعلق ذکر کرتے ہیں)

اگر وہ ہمارے اس زمانہ کو دیکھ پاتے (جس میں علم حدیث کی رونق اور تازگی جاتی رہی ہے اور جس میں جاہل زیادہ اور علماء کم) تو پھر ابوالخیر صاحب سے جو بن پڑتا وہ کہتے، ہمارے زمانہ میں ایک ایسا ریاکار فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو حدیث و قرآن کا عامل ہونے کا دعویدار ہے حالانکہ اس فرقہ کو اہل علم و عمل اور اہل معرفت سے ذرا بھی تعلق نہیں کیونکہ وہ ان علوم آلیہ سے جاہل ہیں جو حدیث کے طالب کے لئے ہر حال اور ہر کام میں علم حدیث کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔